فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۰۲)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: مندرج ذیل روایت کا تحقیقی جائزہ درکار ہے!

❁ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ﴾(الزخرف : 61)، قَالَ : هُوَ خُرُوجُ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ .

''وہ قیامت کی نشانی ہیں۔''اس کی تفسیر قیامت سے قبل عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہے۔''

(مسند الإمام أحمد :317/1، المُعجم الكبير للطّبراني : 12740)

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (6817) نے صحیح، امام حاکم رحمہ اللہ (254/2) نے صحیح الاسناد اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے صحیح کہا ہے۔

❁ حافظ سیوطی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے۔

(لُباب النّقول ص 189)

جواب: سند ضعیف ہے۔ مصدع ابو یحییٰ منکر روایات بیان کرتا تھا، اس کا تفرد قبول نہیں، اس روایت میں بھی منفرد ہے۔

سوال: درج ذیل روایت بلحاظ سند کیسی ہے؟

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تمام انبیائے کرام آپس میں علاتی بھائی ہیں، ان کی مائیں جدا جدا ہیں، لیکن

دین ایک ہے، میں سب سے بڑھ کر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے قریب ہوں، کیونکہ میرے اور ان کے درمیان کوئی نبی نہیں آیا، وہ نازل ہونے والے ہیں، جب ان کو دیکھو، تو (ان نشانیوں سے) ان کو پہچان کر لینا، وہ درمیانی قد والے ہیں اور رنگ ان کا سرخ وسفید ہوگا، ہلکے زرد رنگ کے لباس میں ہوں گے، ایسے محسوس ہوگا، جیسے ان کے سر سے پانی ٹپک رہا ہو، حالانکہ نمی (پانی) لگا نہیں ہوگا، آپ لوگوں سے اسلام کی خاطر لڑائی کریں گے، صلیب توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، مسیح دجال کو ہلاک کریں گے، جزیہ ختم کریں گے، اللہ تعالیٰ ان کے زمانے میں اسلام کے سوا سارے ادیان ختم کر دے گا، زمین میں امن قائم ہو جائے گا، حتی کہ شیر اونٹوں کے ساتھ، چیتے گائیوں کے ساتھ اور بھیڑیئے بکریوں کے ساتھ مل کر چریں گے، بچے سانپوں سے کھیلیں گے، لیکن وہ انہیں نقصان نہ پہنچا سکیں گے، آپ زمین میں چالیس سال رہیں گے، پھر فوت ہو جائیں گے، پھر آپ علیہ السلام پر مسلمان جنازہ پڑھیں گے۔''

(مسند أحمد : 437/2، سنن أبي داود : 4324، مسند الطيالسي : 335)

(جواب): سند ضعیف ہے۔ امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ قتادہ نے عبدالرحمٰن بن آدم سے سماع نہیں کیا۔

(المَراسيل لابن أبي حاتم : 173)

مذکورہ بالا الفاظ صرف قتادہ بیان کرتے ہیں، وہ مدلس ہیں۔ عبدالرحمٰن بن آدم سے سماع بھی ثابت نہیں۔ بعض الفاظ کو بیان کرنے میں ان کی متابعت نہیں ہوئی۔

(سوال): کیا روز قیامت حافظ قرآن کو تاج پہنایا جائے گا؟

(جواب): اس بارے میں کوئی روایت ثابت نہیں۔

❁ سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ : تَعَلَّمُوْا سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ، فَإِنَّ أَخْذَهَا بَرَكَةٌ وَتَرْكَهَا حَسْرَةٌ، وَلَا يَسْتَطِيْعُهَا الْبَطَلَةُ . قَالَ : ثُمَّ سَكَتَ سَاعَةً، ثُمَّ قَالَ : تَعَلَّمُوْا سُورَةَ الْبَقَرَةِ، وَآلِ عِمْرَانَ؛ فَإِنَّهُمَا الزَّهْرَاوَانِ يُظِلَّانِ صَاحِبَهُمَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَأَنَّهُمَا غَمَامَتَانِ أَوْ غَيَايَتَانِ أَوْ فِرْقَانِ مِنْ طَيْرٍ صَوَافَّ، وَإِنَّ الْقُرْآنَ يَلْقٰى صَاحِبَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حِيْنَ يَنْشَقُّ عَنْهُ قَبْرُهُ كَالرَّجُلِ الشَّاحِبِ، فَيَقُوْلُ لَهُ : هَلْ تَعْرِفُنِي؟ فَيَقُوْلُ : مَا أَعْرِفُكَ فَيَقُوْلُ : أَنَا صَاحِبُكَ الْقُرْآنُ الَّذِي أَظْمَأْتُكَ فِي الْهَوَاجِرِ وَأَسْهَرْتُ لَيْلَكَ، وَإِنَّ كُلَّ تَاجِرٍ مِنْ وَّرَاءِ تِجَارَتِهٖ، وَإِنَّكَ الْيَوْمَ مِنْ وَّرَاءِ كُلِّ تِجَارَةٍ فَيُعْطَى الْمُلْكَ بِيَمِيْنِهٖ، وَالْخُلْدَ بِشِمَالِهٖ، وَيُوضَعُ عَلٰى رَأْسِهٖ تَاجُ الْوَقَارِ، وَيُكْسٰى وَالِدَاهُ حُلَّتَيْنِ لَا يُقَوَّمُ لَهُمَا أَهْلُ الدُّنْيَا فَيَقُوْلَانِ : بِمَ كُسِيْنَا هٰذَا؟ فَيُقَالُ : بِأَخْذِ وَلَدِكُمَا الْقُرْآنَ، ثُمَّ يُقَالُ لَهُ : اقْرَأْ وَاصْعَدْ فِي دَرَجِ الْجَنَّةِ وَغُرَفِهَا، فَهُوَ فِي صُعُوْدٍ مَا دَامَ يَقْرَأُ، هَذًّا كَانَ، أَوْ تَرْتِيْلًا .

”میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا، آپ نے فرمایا: سورت بقرہ سیکھیں! اسے سیکھنا باعث برکت اور چھوڑنا باعث حسرت ہے۔ جادوگر کا جادو اس پر

اثر انداز نہیں ہوسکتا۔ آپ ﷺ لمحہ بھر خاموش رہے، پھر فرمایا: سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران سیکھیں! یہ نور ہیں، روز قیامت اپنے پڑھنے والوں پر بادل یا چھتری کی طرح سایہ فگن ہوں گی، یا پھر قطار باندھے پرندوں کی ٹولیوں کی طرح۔ قیامت کے دن قاری قرآن کی قبر شق ہوگی، تو قرآن اس سے نحیف و نزار (یا اداس) آدمی کی شکل میں ملے گا اور پوچھے گا: مجھے پہچانتے ہو؟، قاری جواب دے گا: نہیں۔ قرآن کہے گا: میں قرآن ہوں۔ میں نے گرمی میں تجھے پیاسا رکھا، راتوں کو جگایا، ہر تاجر نفع حاصل کرنے کے لئے تجارت کرتا ہے، آج آپ تمام تجارتوں سے بے نیاز ہو گئے، چنانچہ قاری کے دائیں ہاتھ میں بادشاہت اور بائیں ہاتھ میں ہیشگی کا پروانہ دیا جائے گا، عزت ووقار کی تاج پوشی ہوگی اور اس کے والدین کو دو قیمتی لباس پہنائے جائیں گے، جن کے سامنے متاع دنیا حقیر ہوگی۔ قاری کے والدین عرض کریں گے: یہ لباس ہمیں کیوں پہنایا گیا ہے؟ بتایا جائے گا: آپ کے بیٹے نے قرآن سیکھا ہے اس لئے۔ پھر قاری سے کہا جائے گا: قرآن پڑھتے جائیں اور جنت کے بلند و بالا درجات پر چڑھتے جائیں، چنانچہ جب تک تلاوت کرتا رہے گا، درجات چڑھتا جائے گا، وہ چاہے تیز پڑھے یا آہستہ۔''

(مسند الإمام أحمد : 348/5، سنن الدّارمي : 3334، سنن ابن ماجه : 3781 مختصراً، المُستدرك للحاكم :560/1 مختصراً)

سند ضعیف ہے۔ بشیر بن مہاجر غنوی جمہور کے نزدیک ضعیف ہے، نیز یہ منکر روایات بھی بیان کرتا تھا۔

❀ **مذکورہ حدیث ذکر کرنے کے بعد حافظ عقیلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:**

لَا يَصِحُّ فِي هٰذَا الْبَابِ عَنِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ حَدِيثٌ، أَسَانِيدُهَا كُلُّهَا مُتَقَارِبَةٌ .

''اس باب میں نبی کریم ﷺ سے کوئی حدیث ثابت نہیں۔ تمام سندیں (ضعف میں) قریب قریب ہیں۔''

(الضّعفاء الكبير :143/1)

سوال: کیا سونے سے پہلے مسبحات کی تلاوت کرنا مسنون ہے؟

جواب: اس بارے میں کوئی روایت ثابت نہیں۔

❀ سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ الْمُسَبِّحَاتِ قَبْلَ أَنْ يَّرْقُدَ وَيَقُوْلُ : إِنَّ فِيْهِنَّ آيَةً أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ آيَةٍ.

''نبی کریم ﷺ سونے سے پہلے سَبَّحَ سے شروع ہونے والی سورتیں تلاوت کرتے تھے، فرماتے: ان میں ایک آیت ہے، جو ہزار آیات سے افضل ہے۔''

(مسند الإمام أحمد : 128/4، سنن أبي داود : 5057، سنن التّرمذي : 2921، شُعَب الإيمان للبيهقي : 2273)

سند ضعیف ہے، بقیہ بن ولید تدلیس تسویہ کرتے تھے، اوپر تک سماع کی تصریح نہیں کی۔

کہا جاتا ہے کہ بقیہ بن ولید کی بحیر بن سعد سے روایت صحیح ہے، کیونکہ ان کے پاس بحیر کا نسخہ موجود تھا۔ یہ روایت بھی بقیہ عن بحیر سے ہے۔

عرض ہے کہ یہ ثابت نہیں کہ بقیہ کے پاس بحیر بن سعد کی کوئی کتاب تھی۔

الکامل فی ضعفاء الرجال لابن عدی: (۲۶۴/۲) کے حوالہ سے کہا جاتا ہے کہ بقیہ

کے پاس بحیر بن سعد کی کتاب تھی، یہ بات درست نہیں، کیوں کہ اس کی سند میں امام ابن عدی کا استاذ فضل بن عبداللہ بن سلیمان مجہول ہے۔

اسی بنیاد پر حافظ ابن عبد الہادی رحمہ اللہ نے یہ دعویٰ کیا بقیہ کی بحیر بن سعد سے روایت سماع پر محمول ہے۔جس بنیاد پر یہ کہا گیا، وہ بنیاد ضعیف ہے۔

لہٰذا یہ ثابت نہیں کہ بقیہ بن ولید کے پاس بحیر کی کوئی کتاب تھی۔

جس روایت میں بقیہ کی متابعت ہوئی ہے، وہ مرسل ہے۔

سوال: روایت: أَصْحَابِي كَالنُّجُومِ، بِأَيِّهِمُ اقْتَدَيْتُمُ اهْتَدَيْتُمْ کی تحقیق درکار ہے!

جواب: أَصْحَابِي كَالنُّجُومِ، بِأَيِّهِمُ اقْتَدَيْتُمُ اهْتَدَيْتُمْ ''میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں، ان میں سے جس کی بھی پیروی کرو گے، ہدایت پا جاؤ گے۔''

یہ حدیث سخت ''ضعیف'' ہے، اس کی ساری کی ساری سندیں ''ضعیف'' ہیں۔

۱۔ حدیثِ جابر:

(المُؤتلَف للدّارقطني : 4/1787، جامع بَيان العلم وفضلِه لابن عبدالبرّ : 1760)

سند ''ضعیف وساقط'' ہے:

① اعمش ''مدلس'' ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

② سلام بن سلیمان مدائنی ''ضعیف'' ہے۔

(تقريب التّهذيب لابن حجَر : 2704)

③ حارث بن غصین کو حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ نے ''مجہول'' کہا ہے۔

❀ غرائب مالک للدارقطنی (کما فی التلخیص لابن حجر: ۴/۴۶۳) والی سند بھی

ضعیف ہے۔

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

جَمِيلٌ لَا يُعْرَفُ، وَلَا أَصْلَ لَهُ فِي حَدِيثِ مَالِكٍ وَلَا مَنْ فَوْقَهُ .

''جمیل مجہول ہے، اس حدیث کی مالک اور اس سے اوپر والے راویوں سے کوئی حقیقت نہیں۔''

(التّلخيص الحَبير : 190/4)

۲۔ حدیث عمر:

(الكامل لابن عدي : 1057/3، المَدخل للبيهقي : 151، الكِفاية للخطيب، ص 95)

سند سخت ''ضعیف'' ہے۔

① عبد الرحیم بن زید عمی ''متروک'' ہے۔

② اس کا باپ زید عمی جمہور ائمہ کے نزدیک ''ضعیف'' ہے۔

❁ حافظ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعَّفَهُ الْجُمْهُورُ .

''جمہور نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔''

(مَجمع الزّوائد : 110/10)

❁ حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

ضَعِيفٌ عِنْدَ الْجُمْهُورِ .

''جمہور کے نزدیک ضعیف ہے۔''

(نتائج الأفكار : 253)

۳۔ حدیث ابن عمر:

(مسند عبد بن حُمَید : 783)

سند سخت ''ضعیف'' ہے، حمزہ بن ابی حمزہ جزری ''متروک، متہم بالوضع'' ہے۔

(تقریب التّہذیب لابن حجَر : 1519)

❁ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا إِسْنَادُهٗ لَا يَصِحُّ .

''یہ سند ثابت نہیں۔''

(جامع بَیان العلم وفضلِه : 1759)

۴۔ حدیثِ اَبی ہریرہ:

(مسند القُضاعي : 1346)

① جعفر بن عبد الواحد الہاشمی ''کذاب'' ہے۔

(التّلخیص الحَبیر لابن حجَر : 191/4)

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

هٰذَا الْحَدِيثُ مِنْ بَلَايَا جَعْفَرِ بْنِ عَبْدِ الْوَاحِدِ .

''یہ حدیث جعفر بن عبد الواحد کی مصیبتوں میں سے ہے۔''

(میزان الاعتدال : 413/1)

② اعمش کا عنعنہ بھی ہے۔

۵۔ حدیثِ ابنِ عباس:

إِنَّ أَصْحَابِي بِمَنْزِلَةِ النُّجُومِ فِي السَّمَاءِ فَأَيُّمَا أَخَذْتُمْ بِهِ اهْتَدَيْتُمْ، وَاخْتِلَافُ أَصْحَابِي لَكُمْ رَحْمَةٌ.

''میرے صحابہ آسمان کے ستاروں کی طرح ہیں، جس کا دامن پکڑ لو گے، ہدایت یافتہ ہو جاؤ گے، میرے صحابہ کا اختلاف تمہارے لیے باعثِ رحمت ہے۔''

(المَدخل للبيهقي : 152، الكِفاية للخطيب، ص 95)

سند سخت ''ضعیف'' ہے۔

① سلیمان بن ابی کریمہ جمہور کے نزدیک ''ضعیف'' ہے۔

اس کی متابعت مندل بن علی عنزی نے کی ہے۔(التلخیص لابن حجر: ۱۹۱/۴) مگر مندل بھی جمہور کے نزدیک ''ضعیف'' ہے۔

② جویبر بن سعید ازدی سخت ''ضعیف'' ہے۔

③ ضحاک بن مزاحم نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سماع نہیں کیا۔

(اتّحاف المَهرة لابن حجَر : 248/7)

۶۔ حدیثِ جواب بن عبیداللہ:

إِنَّ مَثَلَ أَصْحَابِي كَمَثَلِ النُّجُومِ، هٰهُنَا وَهٰهُنَا، مَنْ أَخَذَ بِنَجْمٍ مِّنْهَا اهْتَدٰى، وَبِأَيِّ قَوْلِ أَصْحَابِي أَخَذْتُمْ، فَقَدِ اهْتَدَيْتُمْ.

''میرے صحابہ کی مثال (آسمان کے) اُن ستاروں کی طرح ہے، جس نے ان ستاروں میں سے ایک کی پیروی کی، اس نے ہدایت پائی، میرے کسی بھی صحابی کے قول کو اختیار کر لیں گے، ہدایت پائیں گے۔''

(المَدخل للبيهقي : 153)

سند سخت ''ضعیف'' ہے، جویبر متروک ہے۔ اسے امام نسائی (الکامل لابن عدی: ۱۲۱/۲) اور امام دارقطنی رحمہ اللہ (الضعفاء والمتروکون: ۱۴۷) وغیرہ نے ''متروک'' قرار دیا ہے۔

❀ حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ اس سند کے بارے میں لکھتے ہیں:

هٰذَا مُرْسَلٌ أَوْ مُعْضَلٌ .

''یہ سند مرسل یا معضل ہے۔''

(مُوافقة الخُبْر الخَبَر :146/1)

۷۔ حدیثِ انس:

مَثَلُ أَصْحَابِي مَثَلُ النُّجُومِ يُهْتَدٰى بِهَا،فَإِذَا غَابَتْ تَحَيَّرُوا .

''میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں، جن سے راہنمائی لی جاتی ہے، جب یہ غروب ہو جائیں گے، تو لوگ بھٹک جائیں گے۔''

(مُسند بن أبي عمر نقلًا عن المَطالب لابن حجَر : 4156)

سند سخت ''ضعیف'' ہے:

① زید عمی جمہور کے نزدیک ''ضعیف'' ہے۔

② یزید رقاشی ''ضعیف'' ہے۔ (تقریب التہذیب: ۷۶۸۳) اسے امام نسائی اور امام حاکم رحمہ اللہ نے ''متروک'' قرار دیا ہے۔

(تهذيب التّهذيب لابن حجَر :270/11)

حافظ ہیثمی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

ضَعَّفَهُ الْجُمْهُورُ .

''جمہور نے ضعیف قرار دیا ہے۔''

(مَجمع الزّوائد : 105/1)

③ سلام بن سلیم طویل ''متروک'' ہے۔

(تقریب التّهذیب : 2702)

✿ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس سند کو ''ضعیف'' کہا ہے۔

(المَطالب العالية : 146/4)

الحاصل:

یہ روایت ساری کی ساری سندوں سے ''ضعیف وغیر ثابت'' ہے۔

اہل علم کی تحقیقات:

محدثین واہل علم اس حدیث کو ضعیف وغیر ثابت قرار دیتے ہیں، ملاحظہ فرمائیں؛

ا۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يَصِحُّ هٰذَا الْحَدِيثُ .

''یہ حدیث ثابت نہیں۔''

(المُنتخب من العِلَل للخلّال : 69)

۲۔ حافظ بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ مَتْنُهٗ مَشْهُورٌ وَأَسَانِيدُهٗ ضَعِيفَةٌ، لَمْ يَثْبُتْ فِي هٰذَا إِسْنَادٌ .

''اس حدیث کا متن مشہور اور ساری کی ساری سندیں ضعیف ہے، ان میں کوئی بھی سند ثابت نہیں۔

(المَدخل إلى السّنن الكبرىٰ : 154)

۳۔ علامہ ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذِهِ الرِّوَايَةُ لَا تَثْبُتُ أَصْلًا بِلَا شَكٍّ أَنَّهَا مَكْذُوبَةٌ .

''یہ روایت سرے سے ثابت ہی نہیں، اس کے جھوٹا ہونے میں کوئی شک نہیں۔''

(الإحكام في أصول الأحكام : 83/6)

❁ نیز فرماتے ہیں:

هٰذَا خَبَرٌ مَكْذُوبٌ مَوْضُوعٌ بَاطِلٌ لَمْ يَصِحَّ قَطُّ .

''یہ قطعی طور پر جھوٹی، من گھڑت، باطل اور غیر ثابت روایت ہے۔''

(البدر المُنير لابن المُلَقِّن : 587/9)

۴۔ علامہ ابن العربی رحمہ اللہ نے بھی اس حدیث کو غیر ثابت قرار دیا ہے۔

(القَبَس شرح مؤطإ الإمام مالك، ص 550)

۵۔ حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا الْحَدِيثُ غَرِيبٌ لَمْ يَرْوِهِ أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِ الْكُتُبِ الْمُعْتَمَدَةِ .

''یہ حدیث منکر ہے، اسے کسی معتمد کتاب کے مصنف نے روایت نہیں کیا۔''

(البدر المُنير : 584/9)

۶۔ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يَصِحُّ شَيْءٌ مِنْهَا.

''اس کی کوئی سند ثابت نہیں۔''

(تُحفة الطّالب، ص 141)

۷۔ علامہ زرکشی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَدْ رُوِيَ بِهٰذَا اللَّفْظِ مِنْ طُرُقٍ كَثِيرَةٍ وَلَا يَصِحُّ .

''یہ روایت ان الفاظ سے کئی سندوں سے مروی ہے، یہ حدیث ثابت نہیں۔''

(المُعتبَر في تخريج أحاديث المِنهاج والمُختصَر، ص 83)

۸۔ علامہ سبکی رحمہ اللہ نے بھی ''ضعیف'' کہا ہے۔

(الإبهاج في شرح المِنهاج : 2070/5)

۹،۱۰۔ علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هُوَ حَدِيثٌ ضَعِيفٌ، قَالَ الْبَزَّارُ : هٰذَا حَدِيثٌ لَا يَصِحُّ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَيْسَ هُوَ فِي كُتُبِ الْحَدِيثِ الْمُعْتَمَدَةِ .

''یہ حدیث ضعیف ہے، امام بزار رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں اور نہ ہی یہ حدیث کی معتمد کتب میں مندرج ہے۔''

(شرح العقيدة الطّحاوية، ص 469)

۱۱۔ علامہ امیر صنعانی نے اس حدیث کو ''ضعیف'' کہا ہے۔

(التّنوير شرح الجامع الصّغير : 597/2، توضيح الأفكار : 239/1)

۱۲۔ علامہ شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا الْحَدِيثُ لَمْ يَصِحَّ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ، كَمَا هُوَ مَعْلُومٌ عِنْدَ أَهْلِ هٰذَا الشَّأْنِ، فَقَدِ اتَّفَقُوا عَلٰى أَنَّهٗ غَيْرُ ثَابِتٍ .

''رسول اللہ ﷺ سے یہ حدیث ثابت نہیں، جیسا کہ فن حدیث کے ماہرین کے ہاں معلوم ہے، ان کا اتفاق ہے کہ یہ حدیث غیر ثابت ہے۔''

(قَطر الوليّ على حديث الولي، ص 318)

فائدہ:

❁ **سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:**

(ایک دن) نبی کریم ﷺ نے آسمان کی طرف سر مبارک اٹھایا اور آپ بکثرت آسمان کی طرف سر مبارک اٹھاتے تھے، فرمایا:

اَلنُّجُومُ أَمَنَةٌ لِلسَّمَاءِ، فَإِذَا ذَهَبَتِ النُّجُومُ أَتَى السَّمَاءَ مَا تُوعَدُ، وَأَنَا أَمَنَةٌ لِأَصْحَابِي، فَإِذَا ذَهَبْتُ أَتٰى أَصْحَابِي مَا يُوعَدُونَ، وَأَصْحَابِي أَمَنَةٌ لِأُمَّتِي، فَإِذَا ذَهَبَ أَصْحَابِي أَتَى أُمَّتِي مَا يُوعَدُونَ.

''ستارے آسمان کی حفاظت کا سامان ہیں، جب ستارے ختم ہو جائیں گے تو آسمان پر وہ (آفت) آجائے گی، جس کا اس سے وعدہ کیا گیا ہے، میں اپنے صحابہ کے لیے حفاظت کا سامان ہوں، جب میں (دنیا سے) چلا جاؤں گا تو میرے صحابہ پر وہ (فتنے) آئیں گے، جن کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے، میرے صحابہ میری امت کے لیے حفاظت کا سامان ہیں، جب میرے صحابہ (دنیا سے) چلے جائیں گے، تو میری امت پر وہ (فتنے) آجائیں گے، جن کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے۔''

(صحیح مسلم :2531)

❁ **حافظ ذہبی رحمہ اللہ حافظ بیہقی رحمہ اللہ کے تعاقب میں فرماتے ہیں:**

هُوَ يُؤَدِّي صِحَّةَ التَّشْبِيهِ لِلصَّحَابَةِ بِالنُّجُومِ خَاصَّةً، أَمَّا فِي

الْاِقْتِدَاءِ، فَلَا يَظْهَرُ مِنْ حَدِيثِ أَبِي مُوسٰى .

''یہ حدیث صحابہ کو ستاروں سے صرف تشبیہ دینے کو صحیح قرار دیتی ہے، رہا (کسی ایک صحابی کی) اقتدا کا معاملہ، تو وہ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ثابت نہیں ہوتا۔''

(تلخیص المُستدرك : 4/191)

سوال: مندرجہ ذیل روایت کی تحقیق اور مفہوم درکار ہے!

❁ عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا أَضَلَّ أَحَدُكُمْ شَيْئًا أَوْ أَرَادَ أَحَدُكُمْ عَوْنًا، وَهُوَ بِأَرْضٍ لَيْسَ بِهَا أَنِيسٌ، فَلْيَقُلْ : يَا عِبَادَ اللّٰهِ أَغِيثُونِي، يَا عِبَادَ اللّٰهِ أَغِيثُونِي، فَإِنَّ لِلّٰهِ عِبَادًا لَا نَرَاهُمْ، وَقَدْ جُرِّبَ ذٰلِكَ .

''کوئی چیز گم ہو جائے یا مدد کی ضرورت ہو اور آپ ایسی جگہ میں ہوں، جہاں کوئی مددگار نہ ہو، تو کہیے: اللہ کے بندو! میری مدد کرو، اللہ کے بندو! میری مدد کرو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ کے ایسے بندے بھی ہیں، جنہیں ہم دیکھ نہیں سکتے۔ یہ تجربہ ہے۔''

(المُعجم الكبير للطّبراني : 17/117-118)

جواب: روایت ''ضعیف'' ہے۔

① حافظ ہیثمی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

إِنَّ زَيْدَ بْنَ عَلِيٍّ لَمْ يُدْرِكْ عُتْبَةَ .

''زید بن علی نے عتبہ کا زمانہ نہیں پایا۔'' (مَجمع الزّوائد : 10/132)

۞ حافظ مناوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

سَنَدُهُ مُنْقَطِعٌ . ''سند منقطع ہے۔''(فیض القدیر :307/1)

② شریک بن عبد اللہ قاضی کا عنعنہ اور اختلاط بھی ہے۔ ان کے بیٹے عبد الرحمٰن بن شریک کا ان سے اختلاط سے قبل احادیث روایت کرنا ثابت نہیں۔

معجم کبیر کے مطبوعہ نسخہ میں عبد الرحمٰن بن سہل ہے، یہ تصحیف ہے۔ درست عبد الرحمٰن بن شریک ہے، کیونکہ احمد بن یحییٰ صوفی کے شیوخ میں عبد الرحمٰن بن شریک ہے، نہ کہ ابن سہل۔

تنبیه:

مذکورہ دونوں احادیث بلحاظِ سند ''ضعیف'' ہیں۔ البتہ عباد اللہ سے مراد فرشتے لیے جائیں، تو درج ذیل روایت سے اس کی تائید ہو جائے گی۔

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ لِلّٰهِ مَلائِكَةً فِي الْأَرْضِ سِوَى الْحَفَظَةِ، يَكْتُبُونَ مَا سَقَطَ مِنْ وَّرَقِ الشَّجَرِ، فَإِذَا أَصَابَ أَحَدَكُمْ عَرْجَةٌ بِأَرْضٍ فَلاةٍ، فَلْيُنَادِ: أَعِينُوا عِبَادَ اللّٰهِ .

''زمین میں حفاظت والے فرشتوں کے علاوہ بھی اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ہیں، جو درختوں کے گرنے والے پتے لکھتے ہیں۔ ویرانے میں چلتے ہوئے پاؤں میں موچ آ جائے، تو کہیں: اللہ کے بندو! میری مدد کرو۔''

(كَشْف الأستار عن زوائد البزّار :3128/1، وسندهٗ حسنٌ)

علامہ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

رِجَالُه ثِقَاتٌ . ''اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔''(مَجمع الزّوائد : 32/10)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنُ الْإِسْنَادِ، غَرِيبٌ جِدًّا .

''سند حسن ہے، لیکن یہ انوکھی روایت ہے۔''

(مختصر زوائد البزّار : 120/2 ، شرح ابن علان على الأذكار : 151/5)

یہ حدیث مرفوع اور موقوف دونوں طرح مروی ہے۔اس کا موقوف ہونا راجح ہے اور مرفوع ہونا اُسامہ بن زید لیثی کا وہم معلوم ہوتا ہے، کیونکہ اُسامہ بہت زیادہ وہم کا شکار ہو جاتا تھا،جیسا کہ ائمہ علل نے ذکر کیا ہے۔

علامہ محمد بشیر سہسوانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

عَلٰى تَقْدِيرِ ثُبُوتِ الْحَدِيثِ فَالثَّابِتُ مِنْهُ جَوَازُ نِدَاءِ الْأَحْيَاءِ أَوْ طَلْبِ مَا يَقْدِرُونَ عَلَيْهِ مِنْهُمْ، وَذٰلِكَ لَا يُنْكِرُهُ أَحَدٌ .

''بالفرض اگر یہ حدیث ثابت بھی ہے،تو اس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ زندوں کوتحت الاسباب مدد کے لیے پکارنا اوران سے مدد مانگنا جائز ہے اوراس کا کوئی بھی انکارنہیں کرتا۔''

(صِيانة الإنسان عن وَسوسة دَحلان، ص 385)

علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اس حدیث میں اللہ کے بندوں سے مراد فرشتے ہیں۔ان کے ساتھ مسلمان جنوں اوران اولیاء وصالحین کوملانا جنہیں غیبی لوگ کہا جاتا ہے، جائزنہیں،خواہ وہ زندہ ہوں یا فوت ہو گئے ہوں۔ان جنوں اور انسانوں سے مدد طلب کرنا واضح شرک ہے کیونکہ وہ پکارنے والے کی پکارنہیں سن سکتے۔اگر سن بھی لیں تو

جواب دینے یا حاجت روائی کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔قرآنِ کریم کی بہت سی آیات اس پر شاہد ہیں۔فرمانِ باری تعالیٰ ہے:﴿وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ مَا يَمْلِكُونَ مِنْ قِطْمِيرٍ، إِنْ تَدْعُوهُمْ لَا يَسْمَعُوا دُعَاءَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوا مَا اسْتَجَابُوا لَكُمْ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُونَ بِشِرْكِكُمْ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيرٍ﴾(فاطر:13-14)''جنہیں مشرکین اللہ کے سوا پکارتے ہیں، وہ کھجور کی گٹھلی کے باریک غلاف برابر چیز کے بھی مالک نہیں ہیں۔انہیں پکارو،تو وہ پکار نہیں سن سکتے اور اگر سن لیں،تو مراد پوری نہیں کر سکتے اور روزِ قیامت تمہارے شرک سے لاعلمی ظاہر کریں گے،آپ کو (اللہ) خبیر کی طرح کوئی خبر نہیں دے سکتا۔''

(سِلسِلة الأحاديث الضّعيفة : 2/111، ح : 655)

اس حدیث میں ماتحت الاسباب مدد کا بیان ہے،رسولِ اکرم ﷺ نے خود بیان فرمادیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے وہاں ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے نیک بندوں کی اعانت پر مامور کر رکھا ہے۔قرآن وسنت کی روشنی میں اہل سنت والجماعت اس پکار کو شرک کہتے ہیں جس میں کسی غائب یا فوت شدہ کو پکارا جائے یا کسی زندہ سے وہ چیز مانگی جائے جس پر وہ سرے سے قدرت ہی نہیں رکھتا۔اسے مافوق الاسباب استعانت کہا جاتا ہے جو کہ ممنوع وحرام اور شرک ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَلَلْتُ الطَّرِيقَ فِي حَجَّةٍ وَّكُنْتُ مَاشِيًا، فَجَعَلْتُ أَقُولُ :يَا عِبَادَ اللّٰهِ! دُلُّونَا عَلَى الطَّرِيقِ، فَلَمْ أَزَلْ أَقُولُ ذٰلِكَ، حَتّٰى

وَقَعْتُ الطَّرِيقَ.

''حج کے سفر میں مجھے راستہ بھول گیا۔ میں پیدل تھا، میں کہنے لگا: اللہ کے بندو! مجھے راستہ بتاؤ۔ میں مسلسل کہتا رہا اور درست راستے پر آ گیا۔''

(مَسائل الإمام أحمد لابنه عبد اللّٰه، ص 245)

علامۃ الہند نواب صدیق الحسن خان رحمہ اللہ (1307ھ) لکھتے ہیں:

قَدْ وَقَعَ لِي مِثْلُ ذٰلِكَ فِي بَعْضِ الْأَسْفَارِ وَذَهَبَ السَّيْلُ بِالدَّابَّةِ فَقُلْتُ يَا عِبَادَ اللّٰهِ! أَعِيْنُوْنِيْ فَوَقَفْتُ فِي الْحَالِ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ.

''اس طرح کے واقعات بعض اسفار میں خود میرے ساتھ پیش آئے، سیلاب میری سواری بہا کر لے گیا، اسی دوران میں نے پکارا: اللہ کے بندو! میری مدد کرو، تو میں سنبھل گیا، الحمدللہ۔''

(رِحلة الصّديق إلى البلد العَتيق ص 37)

امام طبرانی رحمہ اللہ، امام بیہقی رحمہ اللہ اور حافظ نووی رحمہ اللہ نے بعض اکابر شیوخ کا عباد اللہ کے بارے جو تجربہ بیان کیا ہے، ظن غالب ہے کہ وہ فرشتوں ہی کے بارے میں ہوگا۔